



## سوال

(233) کیا مردوں کی روح دنیا میں آتی ہے؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا مردوں کی روح دنیا میں آتی ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب بعض سادہ لوح لوگ جمعرات کا جمعہ کو کھانا پکا کر اپنے محلہ کے امام مسجد کو بلاتے ہیں اور ختم وغیرہ مروجہ طریق پر دلاتے اور مرنے والوں کی ارواح کو ثواب پہنچاتے ہیں ان لوگوں کو ان کے ائمہ مساجد یہ کہتے ہیں کہ ہر جمعرات کو روح قبروں یا گھروں میں آتی اور اپنے ورثاء سے توقع کرتی ہیں کہ انہیں کچھ نہ کچھ دیا جائے۔ طبعی طور پر ہر شخص کے دل پر اثر پڑتا ہے کہ جن لوگوں نے ہمارے لیے اچھے طریق پر دنیا میں کاوش کی اب وہ بے بس ہیں ان کو کچھ دینا چاہیے۔

یہ تو ہیں عوام میں جذباتی تخیلات، بلکہ یوں کہیے کہ مہموم خیالات۔ مگر اس بن دیکھی داستان کے لیے کسی کے بے چین دل کو مطمئن کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس کی تصدیق اللہ اور اس کے رسول کریں۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ جو لوگ مر جاتے ہیں وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آتے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے:

{ حَرَامٌ عَلٰی قَرْيَةٍ اٰهْلُهَا اَنْ يَّمُوتُوا وَيَكُوْنُوْنَ اَمْوَاتًا } (حکمت: ۱۹۳)

”جس بستی والوں کو ہم نے ہلا کر دیا وہ دنیا میں واپس نہ آئیں گے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کا مضموم یوں ادا کرتے ہیں:

((قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اوجب یعنی قد قدوان کل قریۃ اھلکوا انھم لایرجعون الی الدنیا قبل یوم القیامۃ ہذا صرح بہ ابن عباس والیو جعفر الباقرو قتادہ وغیر واحد ابن کثیر مصری جلد نمبر ۲ ص ۱۹۳))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک مقدر کر دیا گیا کہ ہر بستی والے پر جو لوگ ہلاک کر دیے گئے ہیں۔ وہ دنیا کی طرف قیامت سے پہلے واپس نہ آئیں گے۔“

یہ صورت ابو جعفر، قتادہ اور دوسرے بزرگوں نے کی ہے اسی تفسیر میں بحوالہ صحیح مسلم روایت ہے:



(( ان ارواح الہدائیٰ فی حواصل طیور خضر تسرح فی البجیۃ حیث شاعت ثم تاویئی الی قنابل معلقہ تحت العرش فاطلع علیہم ربک اطلاعہ فقال ما ذابغون فقالوا یاربنا وای شیء نبضی وقد اعطینا مالم لفظ احد امن خلقک ثم عاد علیہم بمثل هذا فلما رأوا انهم لایترکون من یسلوا قالوا زیدان الدار الندیاء فتقاتل فی سبیلک حتی نقتتل فیک مرة اخری لما یرون من ثواب الشہادۃ فیقول الرب جل جلالہ انی کتبت انہم لایرجعون )) (ابن کثیر مصری جلد نمبر ۱ ص ۱۹۷)

”یعنی شہیدوں کی روحوں سبز رنگ جانوروں کے پٹوں کے اندر جنت میں جہاں چلتے ہیں پھرتی ہیں۔ پھر وہ عرش کے نیچے لٹکتی ہیں۔ قندیلوں پر آرام کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر کر کے فرماتا ہے۔ کہ تم کچھ اور چاہتے ہو، وہ کہتے ہیں یا اللہ ہمیں اور کیا چاہیے تو نے ہمیں وہ نعمت عطا فرمائی ہے جو کسی کو نہیں دی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کچھ مانگو۔ تب سوال کرتی ہیں کہ ہمیں دنیا میں واپس بھیجا جائے تاکہ تیری راہ میں لڑ کر پھر شہید ہوں اور شہادت کا لطف اٹھائیں کیوں کہ ہوشہادت کا ثواب اور مزہ دیکھ چکے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے یہ لکھ دیا ہے کہ دنیا کی طرف دوبارہ جاننا ہوگا۔ مطلب یہ کہ تمہارا یہ مطالبہ خدائی قانون کے خلاف ہے۔ اس سے یہ نہیں مانا جائے گا۔“

اسی تفسیر میں ایک روایت بحوالہ امام احمد و شافعی و مالک رحمہم اللہ درج ہے :

(( قال رسول اللہ ﷺ نمہ المؤمنین طائر تعلق فی شجر البجیۃ حتی یرجعہ اللہ الی جدہ یوم یبعث ))

”مومن کی روح جنت کے درختوں میں رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اللہ اس کے جسم کی طرف قیامت کے دن لوٹائے گا۔“

صاحب تفسیر فرماتے ہیں :

(( فقیہ دلائل العموم المؤمنین ایضاً وان کان الشہداء اوقد خصص ابا الذکر فی القرآن تشریفاً لحم و تکریماً و تعظیماً ))

”اس میں عام مومنوں کے ارواح کی شمولیت پر دلالت موجود ہے اگرچہ شہداء کا خاص ذکر ہے۔ اور یہ ان کی عزت و کرامت کے لیے ہے۔“

یہ وہ مضبوط عقیدہ ہے جو قرآن و حدیث صحیح سے ثابت ہے اور عقل سلیم بھی اسے تسلیم کرتی ہے۔ اس کے خلاف مولانا احمد رضا خان بریلوی کا رسالہ چھوٹا سا ہے۔ جس کے ٹائٹل پر لکھا ہے ارواح مومنین کن دنوں میں اپنے گھر میں آتی ہیں۔ اور اپنے عزیزوں سے کہتی ہیں اور شہداء صالحین کی روحوں کس قدر آزاد اور کفار کی روحوں مقید ہیں، اس بارے میں حضور پر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدلل رسالہ: ”ایمان الارواح لیدارہم بعد الروح“ اس دعویٰ کے بعد ضرورت تھی کہ اس کے خلاف عقل اور غیر مری امر پر کوئی نقلی قطعی دلیل پیش کی جاتی۔ مگر اعلیٰ حضرت موصوف رحمہ اللہ نے صحیح حدیث اور قرآنی آیت کے مقابلہ میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ بہت ہی بودے ہیں۔ کہیں شیخ عبدالحق کا فتویٰ کہیں کشف الخطاء کا حوالہ، کہیں امام سیوطی رحمہ اللہ کی شرح الصدور سے ضعاف روایات کا حوالہ ذکر کر کے غیظ و غضب میں لکھتے ہیں: (( لکن الوہابیۃ قوم یجھلون )) ”وہابی جاہل قوم ہیں۔“ (( ولکن النجدیۃ یجحدون الحق و ہم یعلمون )) ”لیکن نجدی جان بوجھ کر حق سے انکار کرتے ہیں۔“ ایٹان الارواہ صفحہ نمبر ۴ پر جو دلائل آپ نے پیش کیے اس قدر غیظ و غضب کا اظہار کیا ہے، وہ ملاحظہ فرمائیے :

نمبر ۱: شیخ عبدالحق فرماتے ہیں: ودر بعض روایات آمدہ است کہ روح میت مے آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر کند کہ تصدیق میکند ازوے یانہ۔

نمبر ۲: شیخ الاسلام کشف الخطاء فصل ہشتم میں فرماتے ہیں: در غرائب و خزائنہ نقل کردہ کہ ارواح مومنین می آند خانہ خود را ہر شب جمعہ و روز عید و روز عاشورہ و شب برای۔ پس ایسا سندہ می کنند۔ سیر و ن خانہ ہاں خود و نامی کند ہر کیے با آواز بدن اند دہگین۔ اسے ایل و الادمن۔ نزدیکان من مہربانی کنید بر ما بصد قرآن در شرح الصدور احادیث شتی در اکثر اہل اوقات آور دہ اگرچہ خالی از ضعف نیست ایٹان الارواح ص ۳

نمبر ۳: خزائنہ الروایات میں ہے :



(( عن بعض العلماء المحققين ان الارواح يتخلص ليليلة الجمعة وتنتشر فجاوا الى مقابر حم ثم جاوا في يوم تھم ))

”یعنی خزانہ الروایات میں ہے کہ بعض محققین علمائے سے روایت ہے کہ روحیں شب جمعہ ہتھی پانی اور پھیلتی ہیں۔ پہلے وہ اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں آتی ہیں۔“ (ایتان الارواح ص ۷)

ان تمام حوالوں میں کوئی ایک بھی قابل اعتماد دلیل نہیں جو دل کو مطمئن کر سکے۔ اس لیے کہ غیر مری اور غیر محسوس چیز کو تسلیم کرانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا صحیح فرمان ہی تسلی بخش ہو سکتا ہے۔ یہ باتیں کہ فلاں شخص نے خواب دیکھا یا یہ کہنا کہ علمائے محققین نے فرمایا ہے بعض روایات میں آیا ہے۔ اگر وہ ضعیف ہیں مگر ان کو مان لینا چاہیے۔ کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں وہ سکتیں۔ اس کے خلاف قرآن اور حدیث صحیح سے روحوں کا آنا امر ثابت ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے اس کے علاوہ محقق علماء کی تحقیق بھی سن لیجئے۔

نمبر ۱: مولانا شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ کی کتاب مائتہ مسائل کے اردو ترجمہ امداد السائل ص ۱۱۹ میں ہے۔ کھانے کی چیزوں شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلانا ان راتوں میں یعنی جمعہ کی رات، شب عاشورہ، شب برأت، شب قدر وغیرہ احادیث و تکتب معتبرہ کی روایات سے ثابت نہیں، اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد سے ارواح کا ان راتوں میں آنا ثابت نہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۱۲۵)

نمبر ۲: فتاویٰ نذیریہ میں ہے کوئی حدیث صحیح قابل اطمینان سماع موتی میں نہیں آتی، اور جو ہیں وہ ضعیف و منکرات اور آیات قرآنی کے خلاف اور مسائل اربعین مولانا اسحاق صاحب محدث نے بھی سماع موتی سے انکار کیا (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۵۴۱ بحوالہ فتاویٰ نذیریہ جلد اول صفحہ ۳۹۹ اس عقیدہ کو ثابت کرنے والے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ تفسیر ابن کثیر میں ابن ابی دنیا کی کتاب القبور سے ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

(( ما من رجل يزور قبر اخيه ويجلس عنده الا استأنس به ورد عليه حتى يقوم ))

روایت ہذا کے معانی میں جو نکارت ہے وہ ظاہر ہے اس کے علاوہ اس کی سند ذکر نہیں کی گئی جس پر بحث ہو سکے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صاحب کتاب نے بھی اس کو بے سند ہی روایت کیا ہے۔ کیوں کہ مولانا احمد رضا خان نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ایسے مسائل میں بے سند روایت بھی کام دے دیتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے امام سیوطی رحمہ اللہ کا ایک حوالہ نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

(( امام جلال الملت والدین سیوطی مناہل الصفا )) میں فرماتے ہیں:

(( لم اجد في شئ من كتب الاثر لكن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج في مدخله ذكره في ضمن حديث طويل وكفى بذلك سند المشه فانه ليس مما يتعلق بالاحكام (ایتان الارواح))

”یعنی میں نے یہ حدیث کسی کتاب حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور ابن الحاج نے اپنی کتاب مدخل میں اسے ایک حدیث طویل میں بے سند ذکر کیا ہے۔ ایسی حدیث کے لیے اتنی ہی سند کافی ہے کہ وہ کچھ احکام کے متعلق نہیں۔“

اس کا مطلب بالکل صاف اور واضح ہے کہ اس عقیدہ کے قائل یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس موضوع پر حدیث بے سند بھی دلیل ہو سکتی ہے۔ حالانکہ ایسی بن دیکھی اور عقل میں نہ آنے والی چیز کے متعلق اطمینان کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تسلی بخش طریق پر کوئی بات پہنچ جائے اور یہاں صحیح حدیث اور قرآنی آیات کے مقابلہ بے سند روایت بلکہ خوابوں پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک دلیل یہ ہے کہ ایک بزرگ اپنے باپ کی قبر پر رونا رونا سو گیا اور اس نے خواب میں دیکھا کہ قبر پھٹ گئی، اور باپ نظر آیا اس نے کہا: بیٹا میں تجھے ہر روز پہنچتا ہوں۔ اور ایسی ہی دیگر حکایات ذکر کر کے صاحب تفسیر (ابن کثیر ۱۲) لکھتے ہیں: (( وهذا باب فيه آثار كثيرة عن الصحابة )) اس وہی طریق استدلال کو قرآن کریم کی نص صریح اور حدیث صحیح کے معارضہ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ عجیب استدلال:



((وقد علم النبي ﷺ اذ ارأوا القبور ان يقولوا السلام عليكم اهل الديار فھو السلام والنھاب والنداء یوجب یسمع ویخاطب یعتقل یردوان لم یعلم المسلم الرد))

”یعنی نبی ﷺ نے تعلیم دی کہ جب قبروں کو دیکھو تو سلام کہو تو یہ سلام اور یہ خطاب اور آواز اسی مخاطب کو دی جاتی ہے، جو سمجھے اور سنے اور جواب بھی دے سکے اگر سلام دینے والا اس کا جواب نہ سن سکے۔“

اس استدلال میں کمزوری استدلال کنندگان بھی محسوس کرتے ہیں چنانچہ واپسی جواب کے غیر معلوم ہونے کو تسلیم کرتے ہیں، مگر یہ باور کرتے ہیں کہ اگرچہ وہ جواب سنا نہیں جاتا مگر وہ جواب دیتے ہیں کیوں کہ بصیغہ خطاب سلام کہنا اس امر کی دلیل ہے۔ حالانکہ عبرت کی غرض سے جمادات کو بھی بصیغہ خطاب مخاطب کیا جانا منقول ہے۔ صحیح روایات میں باسند ذکر آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو خطاب کیا تھا:

((یا حجازی اعلّم انک لا یضرّ ولا تنفع))

”اے حجر اسود! میں جانتا ہوں تو نفع و نقصان کا مالک نہیں۔“

اہل قبور کو سالم کہنے اور ان کی زیارت میں حکمت خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمادی:

((فانھا ترصد عن الدنیا وتذکر الاخرۃ))

قبروں کی زیارت وغیرہ سے عبرت ملتی ہے کہ کل یہی مخاطب بالمشافہ سلام کا جواب دیتا تھا اور آج خاموشی کے عالم میں ہے۔ (الاعتصام جلد ۵ اش نمبر ۱)

## فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05 ص 412-416

محدث فتویٰ